النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

من لي بهذا الخبيث؟

(کون ہے جو میری حرمت کی خاطر اس خبیث سے نمٹے؟)

محمد مثنیٰ حسان

ادارۂ حطّین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”مَنْ لِی بِھٰذا الْخَبِیْث؟“

(”کون ہے جو میری حرمت کی خاطر اس خبیث سے نمٹے؟!“)

محمد مثنّی حسّان

ادارۂ حطین

نامِ کتاب	**من لي بهذا الخبيث؟** (کون ہے جو میری ؐحرمت کی خاطر اس خبیث سے نمٹے؟)
نامِ مؤلف	محمد مثنیٰ حسان
تعداد	**١٠٠٠٠**
تاریخِ اشاعت	شعبان **١٤٣٠**ھ
ناشر	ادارۂ حطین
قیمت	

الحمد للّٰہ رب العالمين، والصلٰوۃ والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد:

اسلام وکفر کا تصادم......ایک ازلی حقیقت

ابتدائے آفرینش ہی سے حق و باطل کا معرکہ بپا ہے، کفر واسلام کی کشمکش جاری ہے۔ اسلام اور کفر میں کوئی شے مشترک ومماثل نہیں، پس قدم قدم پر ان کا تصادم ناگزیر ہے۔ اور بالآخر دینِ حق کا تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آجانا ایک طے شدہ امر ہے۔ یہ تو تمام جہانوں کے رب کا فیصلہ ہے جو اس نے اپنے محبوب ترین بندے اور آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمام بنی نوع انسان تک پہنچایا۔ ہادیٔ برحق، نبیٔ آخر الزّماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس کشمکش کے آداب بھی سکھلا دیئے اور کفار سے جہاد ومبارزت کے شرعی اصول بھی بتلا گئے۔

کفار......چوپایوں سے بدتر مخلوق

کفار چونکہ اپنی ازلی بدبختی کے سبب آسمانی رہنمائی سے محروم ہیں، اس لیے ہمیشہ سے ہی تمام اصول وآداب اور ہر قسم کی اخلاقیات سے عاری رہے ہیں۔ خود کو مہذب کہلانے والے آج کے جدید کافر بھی شہوت پرستی، جسمانی وروحانی غلاظت، بے مقصدیت، غدر وخیانت، دھوکہ وفریب، تکبر وغرور، درندگی و سربریت اور وحشت واجڈ پن میں ان مقاماتِ ذلت تک گر چکے ہیں کہ بدترین چوپائے بھی ان کو دیکھ کر شرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کی اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (الأنفال ۵۵)

''یقیناً اللہ کے نزدیک بدترین چوپائے کافر لوگ ہیں، پس وہ ایمان نہ لائیں گے''۔

سورۂ اعراف میں انہی کی مثال یوں بیان کی گئی:

﴿اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾ (الأعراف ۱۷۹)

''یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی گئے گزرے''۔

انہی کے متعلق سورۃ التین میں فرمایا:

﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ﴾ (التين: ۵)

''پھر ہم نے اسے سب نیچوں سے نیچ کر دیا''۔

سورۂ مائدہ میں انہی کا تعارف یوں کروایا گیا:

﴿مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ﴾ (المائدة ٦٠)

''وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت اور غضب کیا، اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیا''۔

یہ لعنت زدہ کفار اپنے ''شر الدواب'' ہونے کا عملی ثبوت ہمیشہ دیتے رہے ہیں......اور آج، جب یہ اپنی مادی ترقی کے عروج پر ہیں، اپنی اخلاقی پستی کی رذیل ترین مثال قائم کرتے ہوئے ان صلیبی صہیونی کافروں نے سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی، امام الانبیاء، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ عالی کے بارے میں توہین آمیز خاکے شائع کر کے اپنے روایتی خبثِ باطن کا بھرپور اظہار کر ڈالا ہے۔ **قاتلهم اللّٰه أنّى يؤفكون!**

کفارِ عصرِ حاضر کی اس شیطانی جسارت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ چمکتی دمکتی سڑکیں، آسمانوں کو چھوتی بلند و بالا عمارتیں، فضاؤں میں اڑتے اور خلاؤں کو چیرتے ہوئے ہوائی جہاز، سمندروں کی گہرائیوں میں غوطہ زن آبدوزیں، کمپیوٹر، روبوٹ، اور دیگر محیر العقول ایجادات بنا لینے کے باوجود، کفار کے ان مصنوعی خوشبوؤں سے معطر کوٹوں اور قمیصوں کے پیچھے مستور تاریک قلوب میں تاریخی صلیبی صہیونی مذہبی تعصّبات اور بہیمی و حیوانی جذبات کا ایک ایسا متعفن سمندر موجود ہے جس کی سڑانڈ نے رحمان کے بندوں، حتیٰ کہ چرند، پرند اور درندوں، سب مخلوقاتِ خداوندی کا جینا دشوار کر دیا ہے...... کیونکہ اس مرتبہ یہ شیاطین براہِ راست اس ذاتِ بابرکات پر حملہ آور ہوئے ہیں جس پر خود ربِ کائنات اور اس کے ملائکہ درود و سلام بھیجتے ہیں۔ وہ نبیؐ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، کہ ہمارا ایمان کامل ہی اس وقت ہوتا ہے جب آپؐ ہمیں اپنی جانوں، مالوں، اولادوں اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہو جائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عالی مقام

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (الأحزاب ٦)

''نبی مومنوں کے لئے ان کی اپنی جانوں سے بھی بڑھ کر ہیں''۔

پس تمام مسلمانوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ ہے......اور کیوں نہ ہو جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤمنین کے ساتھ تعلق ہی ایسا ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾(التوبة:۱۲۸)

''دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لئے وہ شفیق اور رحیم ہے''۔

......اور کیوں نہ ہو جب کہ امت کے غم میں جاگنے والے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں اللہ کے حضور راتوں کو قیام کی وجہ سے سوج جاتے تھے، اور داڑھی مبارک اشکوں سے تر ہو جاتی تھی۔

......اور کیوں نہ ہو کہ انہی کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ٹھہری (من یطع الرّسول فقد أطاع اللّٰہ) اور اسی کے بدلے دنیا و آخرت کی کامیابی کا وعدہ ہے۔

......اور کیوں نہ ہو کہ روزِ قیامت جب تمام لوگ ''نفسی نفسی'' پکار رہے ہوں گے تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر ''امتی امتی'' کی صدا ہوگی۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''ما من مؤمن إلا و أنا أولی الناس به في الدنیا و الأخرة......''

''میں ہر مومن کے لئے تمام انسانوں سے قریب تر ہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی......''

(صحیح البخاري، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورة الأحزاب)

ان ملعون کفار نے اُس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی ہے جس کے دم سے اس امت کی بقاء ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے جب امام مالکؒ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حکم دریافت کیا تو امام مالکؒ فرمانے لگے:

''ما بقاء الأمة بعد شتم نبیها؟''

''اس امت کے باقی رہنے کا کیا جواز ہے جس کے نبی کو سب وشتم کا نشانہ بنا ڈالا جائے؟''

(کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، للقاضي عیاض المالکي)

خاکوں کی اشاعت......عالمی صلیبی جنگ کا تسلسل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک تو امتِ مسلمہ کا سرچشمۂ قوت ہے۔ ان کافروں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کے سرچشمۂ قوت کو نشانہ بنایا ہے۔ ان کی یہ حرکت امت پر مسلط کردہ عالمی صلیبی جنگ کا تسلسل ہے، اور یہ ناپاک جسارت اس امر کو واضح کرتی ہے کہ

☆ یورپ وامریکہ کی اہلِ اسلام کے خلاف جنگ کا اصل مقصد نہ تو تیل یا زمین پر قبضہ ہے، اور نہ ہی سرمایہ دارانہ نظام کو غالب کرنا اس کا آخری ہدف ہے...... یہ ایک خالص مذہبی جنگ ہے جس کا مقصد اللہ کے دین کو اور اس دین پر عمل کرنے والوں کو مٹانا، یا کم از کم مغلوب کر کے رکھنا ہے۔

☆ یہ جنگ محض بش یا گورڈن براؤن کی جنگ نہیں، بلکہ پورا مغرب اس جنگ میں ان کے ساتھ کھڑا ہے، خواہ وہ سیاستدان ہوں یا فوجی، صحافی ہوں یا ادیب، یا کسی بھی طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد۔

☆ گزشتہ کچھ عرصے میں صلیبیوں کی جانب سے کی جانے والی یہ جسارتیں، بالخصوص پوپ بینی ڈِکٹ شاز دہم کی دریدہ ذہنی سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ ان سب گستاخیوں کو مذہبی جواز بخشنے کے لئے یورپ کی مذہبی قیادت بھی میدان میں اتر آئی ہے، بالخصوص پوپ اربن دوم اور درید بن الصمہ کا ویٹی کن میں بیٹھا یہ بڈھا جانشین!

کفار کی یہ ناپاک جسارت کوئی نئی بات نہیں۔ تاریخ کے اوراق پلٹیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کفار گاہے بگاہے اپنی بغض و عداوت کا اظہار اسی طرح کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا﴾ (آلِ عمران:۱۸٦)

''اور تم ضرور اہلِ کتاب اور مشرکین سے بہت بدگوئی اور بدزبانی سنو گے''۔

گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج

لیکن جہاں قرآن ہمیں کفار کی یہ شیطانی فطرت بتلاتا ہے، وہیں ایسی ناپاک جسارت کرنے والوں کا علاج اور دلوں کو پہنچنے والے حزن و ملال کو دور کرنے کا رستہ بھی واضح کیے دیتا ہے۔ ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم اپنے قول و عمل سے ان گستاخانِ رسولؐ سے بدلہ لینے کا ڈھنگ سکھلا گئے ہیں، اور ہمارے ائمہ سلف نے بھی اس بارے میں اتنی تصریح کر دی ہے کہ اب اپنی ناقص عقلیں لڑا کر بدلہ اتارنے کے کوئی من گھڑت جمہوری و احتجاجی طریقے اختراع کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں بچتی۔

امام ابنِ تیمیہؒ اپنی کتاب ''**الصارم المسلول علی شاتم الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم**'' میں لکھتے ہیں:

”......من سبّ النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم أو كافر فإنه يجب قتله. هذا مذهب عليه عامة أهل العلم“.

”......جو شخص بھی، چاہے مسلمان ہو یا کافر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سب وشتم کا مرتکب ہوتو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ بیشتر اہلِ علم کی رائے یہی ہے“۔

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

”فنفس المؤمن لا تشتفي من هذا الساب اللعين الطاعن في سيد الأولين والآخرين إلا بقتله وصلبه بعد تعذيبه وضربه، فإن ذلك هو اللائق بحاله، الزاجر لأمثاله، عن سيئ أفعاله“.

”جو ملعون اور موذی بھی سید الاولین والآخرین (عليه الصلوة و التسليم) کی شانِ عالی میں گستاخی اور سب وشتم کرے، اس کے بارے میں کسی مومن کا دل ٹھنڈا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس گستاخ کو سخت اذیت و مار پیٹ کے بعد قتل نہ کیا جائے یا سولی پر نہ لٹکا دیا جائے، کیونکہ وہ اسی سزا کا مستحق ہے اور ایسی سزا ہی اس جیسے دیگر خبثاء کو اس قبیح فعل کے ارتکاب سے روک سکتی ہے“۔

(رسائل ابن العابدين)

امام احمد بن حنبلؒ رقمطراز ہیں:

”كل من شتم النبى صلى الله عليه وسلم أو تنقصه، مسلماً كان أو كافرًا، فعليه القتل“.

”جو شخص بھی، خواہ مسلمان ہو یا کافر، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا ان کی توہین و تنقیص کرے، تو اس کو قتل کرنا واجب ہے“۔

(الصارم المسلول على شاتم الرسول صلى الله عليه وسلم)

کافر تو کافر، اگر کوئی نام نہاد مسلمان بھی اس مکروہ جسارت کا مرتکب ہوتو اسلام کا حکم اس کے بارے میں بالکل واضح ہے۔ صاحبِ ”تفسیرِ مظہری“ لکھتے ہیں:

”من آذى رسول الله صلى الله عليه وسلم بطعن في شخصه أو دينه أو نسبه أو صفة من صفاته أو بوجه من وجوه الشين فيه صراحة أو كناية أو تعريضا أو

إشارة كفر ولعنه الله في الدنيا والآخرة وأعد له عذاب جهنم. وهل يقبل توبته؟ قال ابن همام: كل من أبغض رسول الله صلى الله عليه وسلم بقلبه كان مرتداً فالسباب بالطريق الأولى، ويقتل عندنا حداً، فلا تقبل توبته في إسقاط القتل. قالوا هذا مذهب أهل الكوفة ومالك.... وقال الخطابيؒ: لا أعلم أحداً خالف في وجوب قتله“.

”جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت یا آپؐ کے دین یا آپؐ کے نسب یا آپؐ کی کسی صفت پر طعن و تشنیع کرے، یا کسی بھی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیب جوئی کر کے آپؐ کو اذیت پہنچائے، خواہ وہ صراحتاً کوئی ایسی بات کرے یا کنایۃً، تعریضاً کرے یا اشارتاً، بہر صورت کفر کا مرتکب ہوگا اور دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہوگا اور اللہ نے اس کے لیے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

کیا ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے؟ امام ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ: جو شخص بھی اپنے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بغض رکھے، وہ مرتد ہو جاتا ہے، تو جو (اس سے بھی آگے بڑھ کر اپنی زبان سے) گالیاں بکے، وہ تو بدرجۂ اولیٰ مرتد ہوگا۔ اور ہمارے (یعنی فقہائے احناف کے) نزدیک اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کر لے تب بھی قتل کی سزا ساقط نہیں ہوگی۔ اہلِ کوفہ اور امام مالکؒ کی رائے یہی ہے...... امام خطابیؒ فرماتے ہیں: میرے علم میں نہیں کہ گستاخِ رسولؐ کے واجب القتل ہونے میں کسی کا اختلاف ہے“۔

(تفسير المظهري، جلد ٧، تفسير سورة الأحزاب)

مولانا ادریس کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”پیغمبرِ خدا کی توقیر و تعظیم اور اس کی نصرت و حمایت تمام امت پر فرض ہے۔ اس کی بے حرمتی دینِ الٰہی کی بے حرمتی ہے...... (پس) ان (کفار) کی ظاہری قوت و شوکت اور مادی ساز و سامان سے خائف نہ ہوں! صرف اللہ سے ڈریں اور اس کے رسول کی نصرت و حمایت میں جان و مال جو کچھ بھی درکار ہو اس سے دریغ نہ کریں...... (یہ تو) ہر امتی کا فرض ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی سنے تو فوراً اس کی جان لے لے یا اپنی جان دے دے“۔

(سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد دوم، باب سوم)

گستاخانِ رسول ﷺ کو قتل کرنے میں صحابہؓ کی باہم مسابقت

سیرتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ جب بھی کسی کافر نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہے اور انہیں اذیت دی تو صحابہٴ کرامؓ کی غیرتِ ایمانی کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اس کے بعد اس کافر کا سر تن پہ باقی رہے، اور انہوں نے ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر دنیا کو اس کے نجس وجود سے پاک کرنے کی سعی کی۔ یہاں بطور مثال چند واقعات پیش کیے جا رہے ہیں:

کعب بن اشرف یہودی کا قتل

یہودی کعب بن اشرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو سخت اذیتیں پہنچایا کرتا تھا۔ بدر میں مشرکین کی شکست کے بعد یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا:

"من لكعب بن أشرف فإنه قد آذى الله ورسوله؟"

"کون ہے جو کعب بن اشرف سے نمٹے گا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے؟"

اس پکارِ نبوی ﷺ پر لبیک کہتے ہوئے محمدؓ بن مسلمہ، ابونائلہؓ، عبادؓ بن بشر، حارثؓ بن اوس اور ابوعبسؓ بن جبر اٹھ کھڑے ہوئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بدلہ لیں گے۔ یہ تمام صحابہؓ قبیلہ اوس سے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور کعب بن اشرف کا سر لا کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور ان صحابہؓ سے فرمایا:

"أفلحت الوجوه!"

"یہ چہرے کامیاب رہیں!"

انہوںؓ نے جواب میں فرمایا:

"ووجهك يا رسول الله ﷺ!"

"اور آپ کا چہرہ بھی اے اللہ کے رسول ﷺ!"

(صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قتل الكعب بن أشرف)

ابورافع یہودی کا قتل

ایک دوسرا گستاخ ابورافع سلام بن ابی الحقیق نامی یہودی تھا۔ یہ بہت مالدار تاجر تھا اور رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے ایذاء اور تکلیف پہنچاتا تھا۔ قبیلۂ خزرج کے صحابہؓ نے جب دیکھا کہ اوس والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دشمن اور گستاخ کعب بن اشرف کو قتل کر کے سعادت اور شرف حاصل کرلیا ہے، تو سوچا کہ کیوں نہ ہم بھی بارگاہِ نبوت کے دوسرے گستاخ ابورافع کو قتل کر کے دارین کی عزت و رفعت حاصل کریں۔ لہٰذا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابورافع کو قتل کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ حضرت عبداللہؓ بن عتیک کی قیادت میں پانچ صحابہؓ کا گروہ روانہ ہوا۔ انہوں نے ابورافع کو قلعے میں اس کے اپنے کمرے میں جالیا اور قتل کر ڈالا۔ پھر واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوشخبری سنائی۔ اس کارروائی میں حضرت عبداللہؓ بن عتیک کی پنڈلی کی ہڈی سیڑھی سے گرنے کی وجہ سے ٹوٹ گئی تھی (دوسری روایت میں پاؤں کے جوڑ کے کھلنے کا ذکر ہے)، لیکن آپؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ابورافع کے مرنے کا اعلان سن لیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ میں نے اسے قتل کر ڈالا ہے تو بے انتہاء خوشی کی وجہ سے مجھے اپنے پاؤں کی تکلیف کا احساس نہیں رہا۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاؤں پہ ہاتھ پھیرا تو وہ بالکل ٹھیک ہوگیا۔

(صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قتل أبي رافع)

عصماء بنت مروان یہودیہ کا قتل

عصماء بنت مروان ایک یہودی عورت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے ہنوز واپس نہ آئے تھے کہ اس نے دوبارہ اسی طرح کے اشعار کہے۔ اس پر ایک نابینا صحابی حضرت عمیرؓ بن عدی سے رہا نہ گیا اور انہوں نے منت مانی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس آ جانے پر اسے ضرور قتل کریں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے کامیاب لوٹے تو ایک رات حضرت عمیرؓ تلوار لے کر روانہ ہوئے اور اس کے گھر میں جا داخل ہوئے۔ چونکہ نابینا تھے تو ہاتھ سے ٹٹول کر اس کے اردگرد سے بچوں کو ہٹایا اور اس کے سینے پر تلوار رکھ کر اسے اس زور سے دبایا کہ پار ہوگئی۔ یوں اس گستاخ عورت کا کام تمام کر دیا۔ صبح انہوںؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیرؓ سے پوچھا کہ: کیا بنتِ مروان کو تم نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر حضرت عمیرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی مواخذہ تو نہ ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! اور پھر فرمایا:

"لاینتطح فیها عنزان".

"اس بارے میں تو دو بھیڑیں بھی سر نہ ٹکرائیں گی"۔

یعنی یہ ایسا فعل ہے کہ اس میں اختلاف کی کوئی گنجائش ہی نہیں، جانور بھی اس کو حق سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمیرؓ سے بے حد خوش ہوئے اور صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

"إذا أحببتم أن تنظروا إلی رجل نصر اللّٰه ورسوله بالغيب فانظروا إلی عمير بن عدي".

"اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی غائبانہ مدد کی ہو تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو!"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعے کے بعد ان نابینا صحابیؓ کا نام "عمیر بصیر" رکھ دیا، **رضي اللّٰه عنه و أرضاه!**

(طبقاتِ ابن سعد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوات اور سرایا کے لئے لشکر روانہ کرتے تھے تو صحابہؓ کو ہدایت کیا کرتے تھے کہ عورتوں پر تلوار نہ اٹھائی جائے، لیکن بارگاہِ رسالت میں گستاخی ایسا قبیح فعل ہے کہ اس کی مرتکب عورت ہی کیوں نہ ہو، اس کی سزا قتل ہوگی۔

گستاخِ رسولؐ ابوعفک کا قتل

ایک اور گستاخِ رسول ابوعفک تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہتا تھا۔ جب اس کی دریدہ دہنی حد سے بڑھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من لي بهذا الخبيث؟"

"کون ہے جو میری عزت و حرمت کی خاطر اس خبیث کا کام تمام کرے؟"

حضرت سالمؓ بن عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہوں نے پہلے ہی منت مانی ہوئی تھی کہ ابوعفک کو قتل کر دیں گے یا خود شہید ہو جائیں گے۔ پھر ایک رات حضرت سالمؓ نے ابوعفک کا کام تمام کر دیا۔

(طبقاتِ ابن سعد)

بدر کے قیدیوں کا قتل

نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں پیش پیش تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں پہنچاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔ غزوۂ بدر میں یہ دونوں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوئے۔ اُس وقت جبکہ تمام قیدیوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا گیا، ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قتل کر دیا گیا۔

(سيرة النبي صلى الله عليه وسلم لابن الهشام)

گستاخِ رسولؐ کا مسجدِ حرام میں قتل

پھر فتحِ مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''**لا تثريب عليكم اليوم**'' کہہ کر قریش کے لئے عفوِ عام کا اعلان کیا تو ساتھ ہی چند مجرمینِ خاص کے قتل کا حکم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم نازل فرمایا:

﴿مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلاً. سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً﴾ (الأحزاب:٦١،٦٢)

''یہ ملعون جہاں کہیں پائے جائیں، پکڑے جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں جیسا کہ گزشتہ مفسدین کے بارے میں اللہ کی سنت ہے۔ اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تغیر وتبدل نہ پاؤ گے''۔

ان میں سے عبد العزیٰ بن خطل، اس کی ایک لونڈی، حویرث بن نقید اور حارث بن طلاطل تھے جنہیں قتل کیا گیا۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہتے تھے اور گستاخی کرتے تھے۔ ابنِ خطل اپنے قتل کا اعلان سنتے ہی بیت اللہ کے پردوں سے لپٹ گیا۔ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے قتل کر ڈالو (چاہے کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہو!) چنانچہ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ اور سعدؓ بن حریث نے حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہی اسے قتل کر ڈالا۔

(فتح الباري، كتاب المغازي، باب أين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح)

یہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا کردار! اگر کوئی گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آجاتا تو حبِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور غیرتِ ایمانی کا یہی تقاضا ہوتا کہ 'جان لے لو یا جان دے دو'۔

لسان و بیان سے نصرتِ نبیؐ

ان عملی اقدامات کے ساتھ ساتھ، جب بھی مشرکین کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گستاخانہ اشعار پڑھے گئے تو انصار میں سے شاعرِ رسول حضرت حسانؓ بن ثابت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے آگے بڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے لیے خصوصی منبر نصب کروایا اوران سے فرمایا:

"یا حسّان! أجب عن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم، اللّٰهم أيده بروح القدس!"

''اے حسّان! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دو۔ اے اللہ! روح القدس کے ذریعے ان کی مدد فرما''۔

(صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب هجاء المشركين)

دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ منقول ہیں:

"هاجهم وجبريل معك!"

''(ان گستاخ) کافروں کی مذمت میں شعر کہو اور جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں!''

(صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب هجاء المشركين)

اس طرح صحابہ کرامؓ نے اپنی تلواروں کے ساتھ ساتھ اپنی زبانوں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور دفاع کیا۔

ہمارے کرنے کے کام

آج پھر بندر و خنزیر کی اولاد، ان کافروں نے اپنے پہلوں کی پیروی میں ہمارے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے، جس سے مسلمانوں کے دل غم و ھم میں گرفتار ہیں۔ ایسے میں ہر اہلِ ایمان کا ضمیر تڑپ کر یہ سوال کرتا ہے کہ میں اپنے محبوب نبیؐ کی نصرت کے لیے کیا کروں؟

۱۔ جہاد فی سبیل اللہ

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے سینوں میں موجود اس غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کی راہ قتال فی سبیل اللہ کو قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ

مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ. وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ (التوبة:۱۳،۱۴،۱۵)

''کیا تم ایسے لوگوں سے جنگ نہ کرو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر کو جلاوطن کرنے کا عزمِ مصمم کرلیا اور انہی کی طرف سے ابتداء ہوئی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ ڈرنے کے لائق تو اللہ ہے بشرطیکہ تم ایمان والے ہو۔ ان سے (خوب) جنگ کرو، اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں عذاب دے گا اور ان کو رسوا کرے گا اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور مومنوں کے سینوں کو ٹھنڈک بخشے گا اور ان کے دلوں سے غصہ دور کرے گا اور جس پر چاہے گا رحمت کرے گا۔ اور اللہ سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مضمون کو یوں ادا فرماتے ہیں:

''جاهدوا في سبيل الله فان الجهاد في سبيل الله باب من أبواب الجنة، ينجّي الله به من الهم والغم''.

''اللہ کے راستے میں جہاد کرو، کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اس کے ذریعے اللہ غم وحزن سے نجات دیتا ہے''۔

(رواه الحاكم وصححه ووافقه الذهبي)

پس یہ ناپاک جسارتیں جہاد سے ہمارا تعلق مزید پختہ کرنے کا باعث بننی چاہیے ہیں اور ہمیں مظاہروں کے لیے سڑکوں اور چوکوں پر نکلنے کی بجائے، قتال کے لیے محاذوں کا رخ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور بالخصوص ہمیں اپنے تیروں وتلواروں کا رخ ان ممالک کی طرف پھیرنے کی ضرورت ہے جن کی سرکاری سرپرستی میں یہ خاکے چھاپے گئے ہیں، مثلاً ڈنمارک، جرمنی، ناروے، ہالینڈ وغیرہ۔ ان صلیبی ممالک کو ایسا سبق سکھانے کی ضرورت ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی تا قیامت ایسی جرأت کرنے کا نہ سوچیں۔ الحمدللہ ان ممالک کے مفادات محض ان کی اپنی سرزمین ہی میں نہیں موجود، بلکہ دنیا بھر میں، بشمول اسلامی ممالک، ایسے بے شمار اہداف ہیں جن پر ضرب لگانے سے ان ملکوں پر براہِ راست زد پڑتی ہے۔ پس اہلِ ایمان پر لازم ہے کہ وہ آگے بڑھ کر ہر ممکن طرح اپنا فرض ادا کریں!

۲۔ گستاخانِ رسولؐ کا قتل

اس وقت کرنے کا دوسرا کام، جو کہ شریعت کی روشنی میں فرض کی حیثیت رکھتا ہے، یہ ہے کہ ہر اس شخص کی گردن ماری جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا ہے۔

ہمارے اسلاف نے ہر دور میں محمد بن مسلمہؓ، عبداللہ بن عتیکؓ اور عمیر بن عدیؓ کی سنت کو تازہ کیا ہے۔ ماضی قریب میں ہمارے آباءواجداد نے بھی اسی کو اپنا طرزِ عمل بنایا۔ جب ۱۹۲۹ء میں راج پال نے شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی پر مبنی کتاب نشر کی تو غازی علم الدین شہیدؒ نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس پر انگریزی عدالت نے انہیں سزائے موت سنائی اور ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو انہیں شہید کر دیا گیا۔ اس موقع پر علامہ اقبالؒ نے غازی علم الدین شہیدؒ پر رشک کرتے ہوئے فرمایا: ''اسیں گلاں کردے رہے تے ترکھاناں دامنڈا بازی لے گیا'' (ہم باتیں کرتے رہ گئے اور ایک بڑھئی کا بیٹا بازی لے گیا)۔ اور حال ہی میں غازی عامر چیمہ شہیدؒ نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر اسی سنتِ صحابہؓ کو پھر زندہ کیا۔

پس اس مقام پر یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ وہ اللہ رب العالمین جسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اتنی سی بے ادبی بھی گوارا نہیں کہ مومنین کی آوازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوں اور اس پر اتنی سخت تنبیہ فرمائی کہ: ڈرو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں (سورۂ حجرات)...... کیا وہ ان چوپایہ نما انسانوں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر مسلمانوں کی یہ خاموشی قبول فرمالیں گے؟

......کیا فقط جلوس نکالنا، ٹائر اور پتلے جلانا، مغربی ممالک کے جھنڈوں کو پاؤں تلے روندنا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لئے کافی ہوگا؟

......روزِ حشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے جاؤ گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوئی اور ہم انہی بے فائدہ تماشوں میں لگے رہے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا عمل کچھ اور تھا؟

......کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ مدد اسی طرح ہوتی ہے؟ کیا ''**من لي بهذا الخبيث**'' کی نبویؐ پکار کر کا جواب یونہی دیا جاتا ہے؟

......اگر حضرت عمیرؓ نابینا ہونے کے باوجود یہودیہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتے ہیں تو کیا ایک ارب سے زائد تعداد میں دنیا کے شرق وغرب میں بکھری امت، مٹھی بھر گستاخوں کی گردنوں تک

نہیں پہنچ سکتی؟ کیا اس امت میں کوئی نہیں جو گستاخِ رسولؐ کا سر کاٹ کر بارگاہِ نبویؐ سے "أفلحت الوجوه" کی دعا کا مستحق بنے؟

۳۔زبان وقلم سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع

ہمارے کرنے کا تیسرا اہم کام یہ ہے کہ ہم زبان وقلم سے حرمتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کریں، اور کفار کی خباثت و بدباطنی، اور اہلِ ایمان کے قلوب میں ان کے لیے موجود بغض وعداوت اور نفرت و حقارت کا کھل کر اظہار کریں۔عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جب کبھی کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات یا اشعار کہےتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

"قولوا لهم كما يقولون لكم".

"تم بھی ان کے بارے میں ویسی ہی باتیں کہو جیسی وہ تمہارے بارے میں کہتے ہیں"۔

(الطبراني، أنظر :عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب هجاء المشركين)

پس صحابۂ کرامؓ بالخصوص حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ اور حضرت عامرؓ بن الاکوع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور کفار کی مذمت میں اشعار کہنے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس میدان میں بھی کفار کو منہ کی کھانی پڑی۔علامہ ابنِ بطالؒ کفار کی مذمت میں اشعار کہنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"هجو الكفار من أفضل الأعمال، و كفٰى بقوله :((أللّٰهم أيده)) فضلاً و شرفًا للعمل و العامل به".

"کفار کی مذمت میں اشعار کہنا افضل ترین اعمال میں سے ہے،اور اس عمل اور عمل کرنے والے کی فضیلت وشرف ثابت کرنے کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہی کافی ہے:اے اللہ(روحِ قدس کے ذریعے)اس کی مدد فرما!"

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب هجاء المشركين)

پس امت کے ادباء ومصنفین ،شعراء ومقررین،خطباء اور داعیانِ دین پر لازم ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اپنے زبان وقلم سے حرمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا حق ادا کریں، اہلِ ایمان کے دلوں میں موجزن حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دلنشیں پیرایوں میں اظہار کریں،سینوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ بھڑکائیں، امت کے غافلین کو جھنجھوڑ کر اتباعِ سنت کی راہ پہ لائیں، کفارِ عصرِ حاضر کا مکروہ

چہرہ پورے عالم کے سامنے بے نقاب کریں، کفر واہلِ کفر سے منسوب ہر شے کی نفرت وعداوت دلوں میں بٹھائیں، اپنے دین وایمان پر فخر کرنے اور کفار کی ہر ادا کو حقیر جاننے کا درس دیں، جہاد فی سبیل اللہ پر ابھاریں، گستاخوں کے سر کاٹنے کی ترغیب دیں...... الغرض ایک ایسی ایمانی آگ لگا دیں جو کفار کے چہار سو پھیلائے ہوئے فتنوں کو بھسم کر ڈالے، اور کوئی حجر وشجر بھی ان ناہنجاروں کو پناہ دینے پر تیار نہ ہو!

حاصلِ کلام

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کی طرف سے کیے گئے حملے کا قول وعمل سے دفاع کرنا امتِ مسلمہ پر قرض ہے۔ یہ قرض ادا کر کے ہی امتِ مسلمہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرخرو ہوگی، اور یہ قرض اسی صورت میں ادا ہوگا کہ ان خبثاء کے سرتن سے جدا ہوں یا ہماری روحیں قالب سے علیحدہ۔ شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ نے قائدِ جہاد کی حیثیت سے کفارِ عالم کو خبردار کرتے ہوئے کہا ہے:

> ''تمہاری یہ تمام حرکتیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنی جان و مال سے زیادہ محبوب ہیں یا نہیں؟ پس اب تم ہمارا جواب سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے! اور ہم برباد ہوں اگر ہم اب بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں!''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا حق ادا کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پہ کٹ مرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین!

وصلی اللّٰہ علی نبینا وحبیبنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین!

مطبوعاتِ حطین

☆ کفار سے براءت کا قرآنی عقیدہ	مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ
☆ مسلمانوں کے تعلقات کی اساس؛ لا الہ الا اللہ	سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ
☆ چہروں کی نہیں، کفریہ نظام کی تبدیلی مقصود ہے!	قاری عبد الہادی
☆ جہاد فی سبیل اللہ کے اساسی مقاصد	محمد مثنیٰ حسان
☆ یہ تہذیبی تصادم نہیں، صلیبی جنگ ہے!	مولانا ابو محمد یاسر
☆ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟	شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ
☆ استاد المجاہدین؛ استاد یاسر کے ساتھ ادارۂ حطین کی گفتگو	مترجم: محمد مثنیٰ حسان
☆ اور فتح کی خبریں آنے لگیں!	قاری عبد الہادی
☆ درسِ حدیثِ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	شیخ ابو عبد اللہ حفظہ اللہ

زیرِ طباعت

☆ حکمرانوں کی قربت سے بچو!

(امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "ما رواه الأساطين في عدم المجيء إلى السلاطين" کا اردو ترجمہ) مترجم: مولانا عبید الرحمٰن

......ادارۂ حطین کی تمام مطبوعات اپنے قریبی کتب خانوں سے طلب کی جاسکتی ہیں!......

''پس اس مقام پر یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ وہ اللہ رب العالمین جسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اتنی سی بے ادبی بھی گوارا نہیں کہ مومنین کی آوازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوں اور اس پر اتنی سخت تنبیہ فرمائی کہ: ڈرو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں (سورۂ حجرات)......کیا وہ ان چوپایہ نما انسانوں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر مسلمانوں کی یہ خاموشی قبول فرما لیں گے؟

......اگر حضرت عمیرؓ نابینا ہونے کے باوجود یہود یہ گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتے ہیں تو کیا ایک ارب سے زائد تعداد میں دنیا کے شرق و غرب میں بکھری امت، مٹھی بھر گستاخوں کی گردنوں تک نہیں پہنچ سکتی؟ کیا اس امت میں کوئی نہیں جو گستاخِ رسولؐ کا سر کاٹ کر بارگاہِ نبویؐ سے ''أفلحت الوجوه'' کی دعا کا مستحق بنے؟''

''پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کی طرف سے کئے گئے حملے کا قول و عمل سے دفاع کرنا امتِ مسلمہ پر قرض ہے۔ یہ قرض ادا کر کے ہی امتِ مسلمہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرخرو ہوگی، اور یہ قرض اسی صورت میں ادا ہوگا کہ ان خبثاء کے سرتن سے جدا ہوں یا ہماری روحیں قالب سے علیحدہ''۔